AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 4, Issue 1, June 2020, PP: 251-274
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

اصلاح احوال: رسول اللہ ﷺ کے تنبیہی اسالیب

Prophetic Methods of Admonitions in Reforming Societal Practices

Hafiz Adil Jahangir [1] & Humaira Ahmad [2]
[1] Lecturer, Institute of Islamic Perspective and Guidance (IIPG), University of Management and Technology (UMT), Lahore, Pakistan
[2] Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology (UMT), Lahore

ARTICLE INFO

Article History:
Received 31 May 2020
Accepted 11 July 2020
Online 20 July 2020

DOI:

Keywords*:*
Insān-e-Kāmil,
Spiritual Growth,
Warnings,
Admonitions,
ليس منا (Not amongst us).

ABSTRACT

Prophet Muhammad (peace be upon him) is considered as Insān-e-Kāmil the Perfect Man ever existed on the earth. Qur'an declares his life exemplary for every section of society and associates successes and Allah's pleasure in hereafter by following him. As a human, one can experience many forms of moods and situations in facing different situations of life. This article deals with the prophetic methods of warnings and admonitions to correct wrong habits and practices of people. It also addresses the various Arabic phrases and expressions used in his speech for amelioration of situations. The article also covers up examples from ḥadith with phrases of ليس منا (Not amongst us) and its effective implication in warning companions. Many examples can also be derived from the ḥadith corpse that Prophet Muhammad (peace be upon him) warned his closest companions and how these cautions effectively stopped others in taking the wrong or prohibited route in different matters. The interesting part in these warnings and alerts is that these range from modifying the routine practices as correct way of eating, sleeping to matters related to spiritual growth.

* Corresponding author's email: humaira.ahmad@um.edu.pk

تعارف

انسانی زندگی اوقات کی ترتیب کا دوسرا نام ہے۔ گردش لیل ونہار میں پنہاں مجموعہ چھوٹے چھوٹے لمحات ہی دراصل اوقات زیست کی وہ بنیادی اکائیاں ہیں جو ہر وقت کسی نہ کسی حال کا روپ لئے انسانی زندگی کو ہر آن گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ احوال کبھی اسقدر مثبت لمحات کی اکائیوں پر استوار ہوتے ہیں کہ انسان مٹی میں بھی ہاتھ ڈالے تو وہ سونا بن جاتی ہے اور کبھی ان لمحات کی ترکیب میں اس قدر انتشار پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ ہر کوشش اور سبب اختیار کر لینے کے باوجود انسان کے ہاتھ سے ریت کی طرح پھسلتے چلے جاتے ہیں۔ عروج وزوال کی ان زیر و بم میں انسان ہر آن ایسی ہدایات ونصائح کا محتاج ہے جو ہر دو احوال میں اس کی شخصیت کو توازن عطا کریں۔ طاقت واقتدار کے احوال میں ان دونوں کے مابین غیر متوازن صور تحال اسے سرکشی وخود پسندی کے بھنور میں دھکیل دیتی ہے جبکہ زوال کی بستیاں انسان کو مایوسی ویاسیت کی گہری دلدل میں جکڑ لیتی ہیں۔ ان دونوں احوال میں انسانی زندگی کو درست سمت میں آگے بڑھنے کے لئے ایسی رہنمائی کی ضرورت رہتی ہے جس کی روشنی میں وہ اپنی منزل تک سلامتی سے پہنچ سکے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو لاتعداد نعمتوں سے نوازا ہے۔ شمس وقمر، لیل ونھار، بحر وبر اس کی خدمت پر معمور ہیں۔ باد وسحاب موسموں کے طشت تھامے ایک کے بعد ایک پیش ہوتے رہتے ہیں۔ نجوم منازل کی جانب رہبری کرتے ٹمٹماتے دکھائی دیتے ہیں۔ آگ بھی اپنی حدت انسان کے نفع کے لئے کسی حد تک مدھم کر دیتی ہے۔ انسان کا اپنا وجود اپنے اندر ایک پوری کائنات ہے یہ اندرونی وبیرونی دونوں کائناتیں اپنے خالق کی اس قدر نعمتوں کا مظہر ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں۔

چنانچہ خود رب کائنات نے اپنے مقدس کلام میں اس امر احسان یوں بیان فرمایا ہے

وان تعدوا نعمت الله لا تحصوها (1)

ترجمہ: اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو (بھی) نہیں کر سکتے۔

زبان وبیان کا علم بھی انہی بے شمار نعمتوں میں ایک نعمت ہے اور سورہ رحمن میں موجود "علمه البيان" کے الفاظ اسی عظیم نعمت کی جانب اشارہ کرتے دکھائی دیتے ہیں جو انسان کو عطا کی گئی ہے۔ اسی نعمت تکلم کو تمام انبیاء ورسل نے دعوت توحید کی صدا بلند کرنے اور امتوں کے مختلف احوال کی اصلاح کے لئے استعمال کیا اور جہاں اپنے حکمات دعوت میں کلمات بشارت سے دنیوی واخروی کامیابیوں کی نوید سنائی وہاں اصلاح احوال کے لئے بعض اوقات ازراہ تنبیہ درشت کلمات تنبیہی کا تکلم بھی فرمایا۔ قرآن کریم میں بعثت رسول کے جو بنیادی مقاصد بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک اہم مقصد تزکیہ نفوس ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ" (2)

تحقیق اللہ نے مومنین پر بڑا احسان کیا جو ان میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

سیرت کے جھروکوں سے دیکھا جائے تو رسولِ مہربان ﷺ ان تمام ذمہ داریوں کو مجسم رحمت کی حیثیت سے ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ اصلاح

وتربیت کے لئے شفقت کے اظہار کے ساتھ ساتھ زبان رسول سے کلمات تنبیہی کی ادائیگی بھی ایک فطری امر ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہر لفظ نہ صرف رحمت کی آواز ہے بلکہ کائنات میں سب سے شیریں کلام ہے۔ بے شک جب بھی اپنے الفاظ میں اکسی کو آواز دی ، کسی کو کچھ بتایا، کسی کو نصیحت فرمائی، کسی کو ہدایت فرمائی یا کسی کو تنبیہ فرمائی تو ان تمام احوال میں مقصود رسول ﷺ ہمیشہ دوسرے افراد کی ہمدردی، اصلاح اور فلاح ہی رہے بعد ازاں اصلاح و ترتبیت کے یہ تمام انداز ہی مسلمانوں کے ظاہری اور باطنی امور کی اس ٹھوس بنیاد کا باعث بنے جس کے بل بوتے پر انہوں نے ایک عالم پر صدیوں حکومت کی۔

ضرورت واہمیت

اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کردہ کائنات کو انسان کے لیے مسخر کر دیا ہے اور اُسے علم کی طاقت سے سرفراز فرما کر اس کائنات کے ہر اُس فائدے کا محور بنا دیا ہے جو وہ اپنے علم سے کھوج سکے۔ یہ علم حواس خمسہ، عقل اور وحی کے راستوں سے ہوتا ہوا انسان تک آتا ہے اور پھر اس کا امام بن کر اُسے عمل کی اقتداء عطا کرتا ہے اس علم و عمل میں توازن کے لیے انسان کو ہمہ وقت ایسی راہنمائی کی ضرورت رہتی ہے جو عملی میدان میں مثبت اقدامات کی نشاندہی کیساتھ ساتھ منفی پیش قدمی سے مانع بھی ہو۔ لہٰذا خالق کائنات نے انسانیت کی راہنمائی کے لیے انبیاء ورسل مبعوث فرمائے جو امر بالمعروف کے ساتھ ساتھ نہی عن المنکر کے فرائض بھی ادا کرتے رہے اور انسان کی فطرت میں ودیعت کردہ خیر وشر میں توازن کے معیار کو راہ اعتدال پر رکھنے کے لیے مبشرات کے ساتھ ساتھ تنبیہات کا بھی اظہار فرمایا۔ اصلاح احوال کے لیے جہاں حوصلہ افزائی انسان کو اپنی منزل کی جانب پیش قدمی میں معاونت فراہم کرتی ہے وہ بعض مقامات پر بروقت ''تنبیہ'' اس کے اقدام کو راہ بھٹکنے سے روک دیتی ہے اور یوں قیمتی متاع وقت کے ساتھ ساتھ عزم وارادہ کی مشعل بھی بلند رہتی ہے۔ زیر بحث موضوع میں ابتداً تمام رسل کی دعوتِ توحید میں تنبیہات کے اسالیب کو قرآن مجید سے نقل کیا گیا ہے اور بعد ازاں ابوابِ سیرت کے جھروکوں سے ختم الرسل ﷺ کے تنبیہی اسالیب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ عصر حاضر میں ایسے تمام افراد کے لیے اُستاد، مصلح یا تعلیم وتربیت کے کسی بھی منصب پر فائز ہوں، یہ نکتہ قابل تقلید و عمل ہے کہ اصلاح احوال کے لیے کیے جانے والے نصائح حکمت و موعظت کے دائرہ کار میں قابل تلقین رہنے چاہییں اور تنبیہات کے وہ اسالیب جو رسول اکرم ﷺ کے قول و عمل سے مربوط ہیں اپنے انداز اور مابعد نتائج کے حوالے سے بہترین نمونہ ہیں۔ مقالہ ہٰذا تعلیم وتربیت کی اہم ترین ذمہ داری اُٹھانے والے افراد کے لیے اس دعوتِ فکر کو اجاگر کرتا ہے وہ اصلاح احوال کے لیے افراد کے مخصوص احوال کی رعایت بطریق سیرت ہمیشہ مدِ نظر رکھیں اور وہ اندازِ اصلاح وتربیت اپنائیں جو معاشرے میں امن وترقی کا عملی شاخسانہ ظاہر کر سکے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

رسول کریم ﷺ کے اندازِ تربیت و دعوت دین پر محدثین کرام سے لے کر سیرت نگاروں نے اپنے قلم کو نورِ برکت سے سیراب کیا ہے ۔ صحاح ستہ اور دیگر کتبِ احادیث میں کئی ابواب آنحضرت ﷺ کے اندازِ تربیت اور قیمتی اسالیب پر مشتمل احادیث کے حامل ہیں۔ ان احادیث پر تحقیق کے بعد دعوتی و تنبیہی اسالیب پر مشتمل روایات کی روشنی میں عربی اور اردو دونوں زبانوں کے محققین نے قلم اُٹھایا ہے۔ عربی ادب میں شیخ محمد صالح المنجد کی کتاب ''الاسالیب النبویہ فی التعامل مع أخطاء الناس''[3] اس لحاظ سے انفرادی حیثیت کی حامل ہے کہ اس میں مصنف نے سیرت کے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے جو براہ راست لوگوں کو اغلاط پر متنبہ کریں۔ اسی موضوع پر مصنف ھذا نے ''الاسالیب

النبویہ فی معالجۃ الاخطاء " [4] بھی تالیف کی ہے جس میں مؤلف نے احادیث نبوی کی روشنی میں رسول کریم ﷺ کے تنبیہی انداز تربیت کی اجاگر کیا ہے۔ یہ کتاب مصنف کی پہلی تالیف سے اس لیے مختلف ہے اس مین اقدامی، طبائع بشریہ، اعتبارِ حالات علم وجہل، اجتہادی اخطاء اور عدل وعدم صحابہ کے گوشوں سے تنبیہی اسالیب نبوی ﷺ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اردو ادب میں اس موضوع پر زیادہ کام تربیتی نہج پر کیا گیا ہے اور تنبیہی اسالیب کو تربیتی اندازِ دعوت کا ایک اہم رُکن سمجھ کر اس پر تحقیق کی گئی ہے۔ مولانا زاہد الراشدی کی "دعوت وتربیت" شیخ ابراہیم ندیم کی "سیرت رسول کا دعوتی پہلو" مولانا سراج الدین ندوی کی "رسول خدا ﷺ کا طریق تربیت" اور سیدہ سعدیہ غزنوی کی "نبی کریم ﷺ بطور ماہر نفسیات" سیرت نبوی ﷺ کے اسی تربیتی انداز کو اجاگر کرتی تصانیف ہیں جن میں مصنفین نے تنبیہی اسالیب کے ابواب کو انداز تربیت واصلاح کا جزلاینفک قرار دیا ہے۔ عصر حاضر میں اس تحقیقی مواد سے شعبہ تعلیم وتربیت سے وابستہ افراد کی ایک بڑی تعداد مستفید ہو رہی ہے جو یقیناً اصلاحِ معاشرہ بالخصوص نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہے

کلمات تنبیہی کے اسالیب، حکمت وفلسفہ

سیرت نبوی ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر اصلاح احوال کے لئے جو کلمات تنبیہی ارشاد فرمائے وہ یا تو مخالفین دین کے عناد پر اتمام حجت کے بعد ادا فرمائے اور ان میں مخاطب مختلف افراد سے لے کر پورے قبائل تک شامل ہیں۔ دیگر اسالیب مسلمانوں کے لئے مخصوص رہے جن سے مقصود مسلمانوں کے اعمال بد سے اجتناب کی تنبیہہ تھی اور یہ کلمات تنبیہی اصلاح احوال کے لئے نہی عن المنکر کے طور پر ارشاد فرمائے گئے۔

اتمام حجت کے بعد انبیا کی جانب سے اپنی قوم کے لئے تنبیہی کلمات کا ارشاد فرمائے جانا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ دعوت وانذار کی تکمیل کے بعد مختلف انبیاء نے ہجرت اختیار کرنے سے قبل یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ اب ان کی قوم نہ صرف یہ کہ ایمان نہیں لائے گی بلکہ اہل ایمان کے لئے ضرر کا باعث بنے گی بار گاہ ایزدی میں ان کلمات کے ذریعے اپنی قوم کی ایذا رسانیوں سے نجات کی دعا کی، انبیاء ورسل کے ان کلمات تنبیہیہ نے وہی کردار ادا کیا جو کینسر زدہ عضو سے نجات کے لئے کسی ماہر سرجن کا عمل جراحت کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کو ۹۵۰ برس کی دعوت کے بعد جب اپنی قوم سے ایمان لانے کی توقع ختم ہو گئی تو بارہ گاہ الٰہی میں یوں عرض کیا۔

وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا [(5)]

ترجمہ: اور نوح نے عرض کیا اے رب تو زمین پر کفار کا ایک گھر بھی بستا ہوا نہ چھوڑ۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید کو کھلے معجزوں کی کسوٹی پر پرکھ لینے کے بعد بھی جب فرعون اور اس کے حواریوں نے اس دعوتِ حق کو ٹھکرا دیا تو موسی علیہ السلام نے ان کے لئے اپنے رب کے حضور یوں عرض کی۔

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلاَ يُؤْمِنُواْ حَتَّى يَرَوُاْ الْعَذَابَ الأَلِيمَ [(6)]

ترجمہ: اے رب ان کے مال مٹادے اور دلوں کو سخت فرمادے تاکہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔

ان دونوں دعاؤں سے یہ امر مترشح ہے کہ انبیاء کرام کی جانب یہ کلمات ان لوگوں کے لئے ادا کئے جارہے ہیں جو کفر وعناد کی آخری حدود سے

گزر چکے ہیں اور اب ان کا وجود بندگان خدا کے ایمان کے لئے خطرہ ہے۔ لہذا دنیا کو ایسے زہریلے عناصر سے پاک کرنے کے لئے ایسے کلمات کی ادائیگی دراصل اہل ایمان کے وجود کی حفاظت وبقاء کی دعا ہے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ سے بھی مختلف مواقع پر جو کلمات تنبیہی منقول ہیں ان میں یہی حکمت پنہاں ہے۔ آقا دو جہاں ﷺ نے اپنی ذات کے لئے بھی کبھی کسی سے انتقام لیا اور نہ ہی زبان مبارک سے کسی رد عمل کا اظہار فرمایا۔ کچھ مواقع تو ایسے بھی تھے کہ دیگر اہل ایمان کی درخواست پر بھی ظلم وستم کی انتہا کو یہ فرما کر معاف فرمادیا کہ میری بعثت دعائے ضرر کے لیے نہیں ہوئی ہے صحیح مسلم میں مروی ہے:

عن ابی هريرة قال قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ادع على المشركين قال [7]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: مشرکین کے خلاف دعا کیجئے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں مبعوث کیا گیا۔ مجھے صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

لہذا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انفرادی یا اجتماعی ہر دو حیثیت میں جب بھی کسی فرد یا قوم کو اصلاح احوال کی خاطر بطور تنبیہ کچھ بھی ارشاد فرمایا تو وہ محض دعوت اصلاح ورشد تھی جس میں ہر مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر ایک مشفق مربی و مصلح کی حیثیت میں نظر آتی ہے۔ رسول کریم ﷺ کی ذات مبارکہ تزکیہ نفوس کے اس کردار کو نبھانے میں اس قدر شفقت ورحمت سے کام لیتی ہے اس کی گواہی خالق کائنات نے اپنے کلام میں ان الفاظ سے دے دی ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ [8]

ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آیا ہے۔ اس پر تمہاری تکلیف گراں ہے۔ تمہاری بھلائی پر حریص ہے۔ ایمان والوں پر نہایت شفیق ومہربان ہے۔

مربی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح احوال کے لئے جو اسالیب اختیار فرمائے ان میں تجزیہ صورتحال کا عنصر واضح دکھائی دیتا ہے۔ اتمام حجت اور مرحلہ انداز کے خاتمہ پر مشرکین مکہ کیلئے براہ راست بددعا کرنا نہ صرف شہر مکہ اور بیت اللہ کو کفر شرک کی نجاست سے پاک کرنے کی سعی تھی بلکہ اس سے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے پیش نظر ان کو مشرکین کی جور وجفا سے محفوظ رکھنا بھی مقصود تھا۔ پھر اہل ایمان کے مختلف احوال کو مد نظر رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں تو بحیثیت مجموعی سب اہل ایمان کو دوران خطبہ ایسے مخصوص اعمال سے اجتناب کی تنبیہ فرمائی جس پر عمل اہل ایمان کی دینی حمیت کے ساتھ ساتھ نظام ریاست کے معاشرتی پہلو میں فساد کا سبب بھی بن سکتا تھا اور کہیں اقارب صحابہ میں سے بعض کو انفرادی حیثیت میں براہ راست ٹوکا کہ ان کا وہ عمل ان صحابہ کی باطنی ترقی میں رکاوٹ کا سبب بن رہا تھا۔ اصلاح احوال کے لئے تنبیہ کے اسالیب جو بھی رہے ہوں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق دعوت وتنبیہ اپنے اندر قرآن کریم کا وہ فلسفہ حکمت ظاہر کرتا ہے جس کے مطابق صراط مستقیم کی جانب رہنمائی کے لئے تجزیہ صورتحال، تقاضہ ہائے اوقات وشخصیات اور بہترین کلمات مواعظ از حد ضروری ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ [9]

ترجمہ: آپ دعوت دیجئے اپنے رب کے راستے کی جانب، حکمت اور عمدہ نصائح کے ساتھ۔

حکمت ایسے طریق دعوت کا نام ہے جس میں مخاطب کے احوال کی رعائت کرتے ہوئے بہترین اسلوب اختیار کیا جائے اور نصیحت اپنے اندر خیر خواہی کا جذبہ لئے ہوتی ہے۔ حکمت سے مراد وہ بصیرت ہے جس کے ذریعے انسان مقتضیات احوال کو معلوم کر کے ان کے مناسب کلام کرے، وقت اور موقع ایسا تلاش کرے کہ مخاطب پر بار نہ ہو۔ نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی اختیار کرے اور جہاں پہ سمجھے کہ صراحتہ کہنے میں مخاطب کو شرمندگی ہو گی، وہاں اشارات سے کلام کرے، یا کوئی ایسا عنوان اختیار کرے کہ مخاطب کو نہ شرمندگی ہو اور نہ اس کے دل میں اپنے خیال پر جمنے کا تعصب پیدا ہو۔[10]

معاندین کے خلاف دعائے ضرر برائے تنبیہ

قرآن کریم جگہ جگہ منکرین توحید اور مخالفین حق کو ان کی سرکشی پر روکتا اور توبہ کی راہ کی جانب ایک رہبر کی طور پر اشارہ کرتا دکھائی دیتا ہے۔ انبیاء کرام نے دعوت توحید کے لئے جو اسالیب اختیار فرمائے، ان میں سے ایک اسلوب اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرا کر راہ حق کی جانب گامزن کرنے کی سعی تھی اور بعض اوقات انبیاء کے یہ کلمات انداز پوری قوم کے ایمان لے آنے کا سبب بن جایا کرتے تھے۔ چنانچہ یونس علیہ السلام کی قوم کے متعلق سورۃ یونس میں وارد ہوا ہے۔

فَلَوْلاَ كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلاَّ قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُواْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ[11]

ترجمہ: تو کیوں نہ ہوا پھر کسی بستی والوں کے لئے ایمان کا لے آنا سود مند مگر قوم یونس پس جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان حیات دنیوی کا ذلت آمیز عذاب ان سے ہٹا دیا اور مقررہ مدت تک انہیں فائدہ اٹھانے کی مہلت دے دی۔

حضرت یونس علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو اللہ کے حکم کے مطابق ۳ دن کے بعد عذاب کی وعید سنا دی تو خود باذن الٰہی وہ جگہ چھوڑ کر چلے گئے ان کی قوم نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم نے یونس علیہ السلام کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا، اسی لئے ان کی بات نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔ لہذا اگر یونس علیہ السلام یہاں سے چلے جاتے ہیں تو اس کا مطلب عذاب کا آنا یقینی ہو گا۔ چنانچہ جب یونس علیہ السلام بحکم الٰہی رات کو بستی سے نکل گئے تو صبح عذاب الٰہی ایک سیاہ دھونس اور ایک بادل کی شکل میں نمودار ہوا اور فضاء آسمانی سے لوگوں کے سر پر منڈلانے لگا اس پر پہلے تو ان لوگوں نے یونس علیہ اسلام کو تلاش کیا تا کہ ان کے ہاتھ پر مشرف بالا یمان ہو جائیں اور پچھلے انکار سے توبہ کر لیں مگر جب انہیں کہیں نہ پایا تو خود ہی اخلاص نیت سے ایک میدان یں نکل کر توبہ واستغفار میں لگ گئے۔ مرد و زن اور بچے جب ٹاٹ کے کپڑے پہنے آہ و بکا میں مشغول ہوئے تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور عذاب ان سے ہٹا دیا گیا۔[12]

اس تفصیل کے بعد اب رسول اللہ ﷺ کے اس اسلوب تنبیہ کو سمجھنا آسان ہو گا جس کے ضمن میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفین اسلام اور مشرکین مکہ کے لئے براہ راست بد دعا فرمائی۔ ان کلمات بد دعائیہ سے مقصود دراصل یہی تھا کہ مشرکین مکہ اور مخالفین اسلام جو اس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ صادق وامین ہیں اور انہوں نے زبان مبارک سے کبھی کوئی خلاف واقعہ بات ارشاد نہیں فرمائی، اسلام اپنی سرکشی اور عناد سے توبہ کر لیں اور رسول خدا کی دعوت حق کو قبول کر لیں۔

قرآن کریم سے انبیاء کرام کے کلمات انداز کا پس منظر واضح ہونے کے بعد یہ امر مسلم ہے کہ زبان رسول اللہ ﷺ سے کلمات تنبیہی بطور

انداز دراصل رحمت ہی کا پرتو ہیں۔ مشرکین مکہ، مخالفین اسلام، اور قبائل یہود کے لئے اتمام حجت کے بعد زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو کلمات تنبیہی منقل ہیں ان میں سے چند امثال حوالہ رقم کی جاتی ہیں۔

1. أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ البَيْتِ۔۔۔ فِي القَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ [13]

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے کچھ رفقاء بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں بعض نے بعض سے کہا، کون ہے جو بنی فلاں کے اونٹ کی اوجھڑی لائے اور جب محمد سجدہ کرے تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے''؟ اس پر قوم کا بدبخت ترین آدمی عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اوجھڑی لا کر انتظار کرنے لگا۔ جب نبی کریم ﷺ سجدہ میں تشریف لے گئے تو اس نے آپ ﷺ کی پیٹھ پر دونوں کندھوں کے درمیان ڈال دی۔ میں سارا ماجرا دیکھ رہا تھا۔ مگر کچھ نہیں کر سکتا تھا، کاش میرے اندر بچانے کی طاقت ہوتی۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گرنے لگے اور رسول ﷺ سجدہ ہی میں پڑے رہے۔ یہاں تک کہ فاطمہ آئیں اور آپ کی پیٹھ سے اوجھڑی اٹھا کر پھینکی تب آنحضرت نے سر اٹھایا۔ پر تین بار فرمایا اللھم علیک بقریش۔ اے اللہ تو قریش کو پکڑ لے۔ جب آپ ﷺ نے بد دعا کی تو ان پر بہت گراں گزری۔ کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ اس شہر (مکہ) میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے نام لے لے کر بد دعا فرمائی: اے اللہ ابوجہل کو پکڑ لے۔ عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ لے۔ انہوں نے ساتواں نام بھی گنوایا مگر راوی کو یاد نہ رہا، ابن مسعود رضی اللہ فرماتے ہیں'' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے دیکھا کہ جن لوگوں کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گن گن کر لئے تھے سب کے سب بدر کے کنویں میں مقتول پڑے ہوئے تھے۔

2. كَانَ أَبُو لَهَبٍ وَابْنُهُ عُتْبَةُ قَدْ تَجَهَّزَا إِلَى الشَّامِ فَتَجَهَّزْتُ مَعَهُمَا، فَقَالَ ابْنُهُ عُتْبَةُ: وَاللَّهِ لَأَنْطَلِقَنَّ۔۔۔ فَفَضَخَ رَأْسَهُ [14]

جور و جفا کا ایک دوسرا نمونہ یوں ہے کہ ایک روز ابو لھب کا بیٹا عتیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا ''میں'' والنجم اذا ھوی اور ''ثم دنا فتدلی'' کے ساتھ کفر کرتا ہوں اس کے بعد وہ آپ ﷺ پر ایذا رسانی کے ساتھ مسلط ہو گیا۔ کرتا مبارک پھاڑ دیا اور آپ ﷺ کے چہرہ پر تھوک دیا (نعوذ باللہ) اگرچہ تھوک چہرہ مبارک پر نہ پڑا۔ اس موقع پر زبان رسول ﷺ سے یہ کلمات جاری ہو گئے۔ اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر دے۔ چنانچہ عتیبہ ایک بار قریش کے کچھ لوگوں کے ہمراہ سفر پر گیا۔ جب اس قافلہ نے ملک شام کے مقام زرقا پر پڑاؤ ڈالا تو رات کے وقت ایک شیر نے ان کا چکر لگایا، عتیبہ نے دیکھتے ہی کہا ''ہائے میری تباہی یہ خدا کی قسم مجھے کھا جائے گا جیسا کہ محمد نے مجھ پر بد دعا کی ہے۔ دیکھو میں شام میں ہوں لیکن انہوں نے مکہ میں رہتے ہوئے مجھے مار ڈالا۔'' احتیاطاً لوگوں نے عتیبہ کو اپنے جانوروں کے بیچ سلا دیا۔ لیکن رات کو شیر سب کو پھلانگتا ہوا عتیبہ کے پاس پہنچا اور سر پکڑ کر ذبح کر ڈالا۔

3. سَبَبُ نُزُولِ هَذِهِ الْآيَاتِ الْكَرِيمَاتِ، أَنَّهُ كَانَ بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهَا رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ يُقَالُ لَهُ أَبُو عَامِرٍ الرَّاهِبُ، وَكَانَ قَدْ تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔۔۔ فَنَالَتْهُ هَذِهِ الدَّعْوَةُ [15]

تفسیر ابن کثیر میں ابو عامر نامی ایک شخص کا مقطع سورۃ التوبہ کی ذیل میں درج ہے

ابو عامر مدینے کا ایک شخص تھا اور خزرج سے تعلق رکھتا تھا، اہل کتاب کا عالم تھا، عابد بھی تھا اور اہل خزرج اس کی بزرگی کے قائل تھے۔ ہجرت مدینہ کے بعد جب اہل اسلام غالب آنے لگے تو یہ جل بھن گیا اور اہل مکہ کو دوبارہ لڑائی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اسی ترغیب کے نتیجے میں

غزوہ احد بھی ہوا اور اسی جنگ میں کفار کے کھودے گئے گڑھوں میں سے ایک میں گر کر رسول خدا ﷺ زخمی بھی ہوئے۔ ابو عامر کی شر انگیزیوں کو دیکھتے ہوئے مدینہ میں اسے رسول ﷺ نے بہت سمجھایا تھا، قرآن پڑھ پڑھ نصیحت فرمائی تھی لیکن اس نے نہ مانا تھا۔ جب اس کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھ گئیں تو رسول کریم ﷺ نے اس کی ذات سے اسلام کو ہونے والے نقصان سے بچاؤ کی خاطر یہ بد عا فرمائی کہ اللہ اسے کہیں دور دراز ذلت و حقارت کے ساتھ موت دے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ مسجد ضرار کے بانی ابو عامر کا انجام اسی طرح عبرتناک ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات تنبیہی کے نتیجے میں ریاست مدینہ کو اس ناسور سے نجات مل گئی۔

تنبیہات رسول اللہ ﷺ میں لعن الله کے الفاظ اور ان کا اطلاق

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول ﷺ نے امت کو کچھ مبغوض افعال سے بطور خاص اجتناب کی تنبیہ فرمانے کے لئے ان افعال کے نتائج کو "لعن الله" کے الفاظ سے محصور کیا۔

اللعن لغوی و تفسیری مفہوم

اللعنة (لعنت) کی تعریف علامہ ابن منظورؒ نے لسان العرب میں یوں کی ہے:

"اللّعن۔ الابعاد والطرد من الخير،وقيل:الطرد والابعاد من الله ومن الخلق والدعاء۔ واللّعنة الاسم، والجمع لعان ولعنات، واللعين، الشيطان صفة غالبة لانّه طرد من السّماء وقيل لانّه ابعد من رحمة الله والعنة الدعاء عليه"[16]

یعنی لعنت خیر سے دوری ہے اور کہا گیا کہ اللہ سے دوری ہے۔ لعنت اسم ہے جسکی جمع لعان اور لعنات ہے۔ اور ملعون شیطان پر یہ صفت اس لئے غالب ہے کہ وہ آسمان سے پھینکا گیا اور کہا گیا کہ وہ اللہ کی رحمت سے دور کیا گیا اور لعنت کا مطلب "بد دعا" بھی ہے۔

- ملّا علی قاریؒ صاحب مرقاۃ کے مطابق لعن الله کا جملہ، جملہ بطور بد دعا بھی ہو سکتا ہے، یعنی ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور جملہ خبریہ بھی ہو سکتا ہے، یعنی ایسے لوگوں پر اللہ لعنت فرماتا ہے[17]
- امام غزالی کے مطابق لعنت کا معنی کسی کو اللہ کے پاس سے دور کرنا ہے۔ اسی لئے لعنت اسی کے لئے جائز ہے جو ایسی صفات کا حامل ہو جو اسے اللہ کی بارگاہ سے دور کرنے کو مستلزم ہوں۔ یہ امر غیب ہے جس پر صرف اللہ تعالی کی ذات ہی مطلع ہے یا اللہ کے مطلع کرنے سے رسول ﷺ مطلع ہیں[18]

یہ لغوی اور تفسیری اقوال واضح کرتے ہیں کہ احادیث میں جہاں کسی فعل سے اجتناب کے لئے "لعن الله" سے تنبیہ کی گئی ہے وہاں فاعل کو اللہ کی رحمت کے دائرہ سے باہر نکلنے سے بچانا مقصود ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں امام مسلم نے اس عنوان پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا غیر مستحق پر لعنت کرنا یا اسے کے خلاف دعائے ضرر کرنا اس کے لئے باعث اجر و رحمت ہے اور اس کے ذیل میں امام مسلم نے متعدد روایات کو جمع فرمایا ہے۔ اور اس باب کے ذیل میں:

1. أن دخل على رسولِ اللهِ ﷺ رجُلانِ . فكلَّماه بشيءٍ لا أدري ما هو . فأغضباه . فلعنَهما وسبَّهما . فلما خرجا قلتُ : يا رسولَ اللهِ ! من أصاب من الخيرِ شيئًا ما أصابه هذانِ .قال " وما ذاك " قالت قلتُ : لعنْتَهما وسبَبْتَهما . قال " أو ما علمتَ ما شارطتُ عليه ربِّي ؟ قلتُ : اللهمَّ ! إنما أنا بشرٌ . فأيُّ المسلمين لعنْتُه أو سبَبْتُه فاجعلْه له زكاةً وأجرًا [19]

ترجمہ: نبی ﷺ کے پاس دو شخص آئے اور نہ جانے کسی مسئلے پر آپ سے گفتگو کی جس کے نتیجے میں انہوں نے آپ ﷺ کو ناراض کر دیا۔ آپ ﷺ نے ان پر لعنت کی اور ان کی مذمت کی، جب وہ چلے گئے تو میں نے عرض کیا "ان دونوں کو جو مصیبت پہنچی ہے وہ کسی اور کو نہ پہنچی ہو گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیسے؟ میں عرض کیا آپ ﷺ نے ان کو لعنت اور سب کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو علم نہیں میں نے اپنے رب سے کیا شرط کی ہے؟ میں نے کہا اے اللہ میں صرف بشر، سو میں جس انسان کو لعنت یا سب کروں تو تو اس سب و شتم کو اس کے لئے طہارت اور اجر کا باعث بنادے۔

اسی باب میں دوسری روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

اللَّهمَّ ! إنمَّا أنَا بشرٌ . فأيُّما رجلٍ من المسلمين سببتُه ، أو لعنتُه ، أو جلدتُه . فاجعلْها له زكاةً ورحمةً [20]

ترجمہ: اے اللہ میں صرف بشر ہوں سو میں جس مسلمان کو سب کروں یا اس پر لعنت کروں اور یا اس کو سزا دوں تو اس اس کو اس کے لئے پاکیزگی اور رحمت بنادے۔

صحیح مسلم ہی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

إنَّما أنا بشرٌ . وإنِّي اشترطتُ على ربِّي عزَّ وجلَّ ، أيَّ عبدٍ من المسلمين سببتُه أو شتمتُه ، أن يكونَ ذلك له زكاةً وأجرًا [21]

ترجمہ: کہ میں بشر ہوں اور میں نے اپنے رب عزوجل سے یہ عہد کیا کہ میں جس بندہ مسلمان کو سب و شتم کروں تو اس سب و شتم کو اس کے لئے پاکیزگی کا سبب بنادے۔

ان روایات سے مترشح ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ سے اس امر کی وضاحت مروی ہے کہ آپ ﷺ کا تنبیہاً کسی پر لعنت فرمانا در حقیقت اس شخص کے لئے رحمت کا ہی ایک پہلو ہے۔ اس اسلوب تنبیہی کی ذیل میں کچھ روایات حسب ذیل مرقوم ہیں۔

1. عن علقمة عن عبدالله قال : لعن رسول اللهﷺ اكل الربوا و موكله قال قلت وكاتبه وشاهديه قال انما نحدث بما سمعنا [22]

حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔ (امام مسلم) فرماتے ہیں: میں نے کہا کہ، لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والے پر۔ ہم نے وہ بیان کرتے ہیں جو سنا۔

2. عن ابن مسعودؓ قال: لعن رسول اللهﷺ اكل الربوا و موكله وشاهده وكاتبه قال وفى الباب عن عمر و على و جابر وابى جحيفة[23]

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: رسول کریم ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے اور اس پر گواہ بننے والے اور اس کی کتابت کرنے والے پر لعنت فرمائی۔

3. عن ابى سعيد الخدرىؓ قال:لعن رسول الله ﷺ النائحة والمستمعة [24]

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی پر لعنت فرمائی۔

4. عن انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه قال: "لعن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فى الخمر عشرة، عاصرها ومعتصرها، شاربها، حاملهاوالمحمولة اليه وساقيها وبائعها وآكل ثمنها والمشترى والمشتراة له [25]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شراب (کے معاملے) میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے: اس کے کشید کرنے والے پر اور جس کے لئے کشید کی گئی اس پر، اس کے پینے والے پر، اس کو لے جانے والے پر اور جس کے لئے اٹھا کر لے جائی گئی اس پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کو فروخت کرنے والے پر اور اس کی قیمت کھانے والے پر اور اس کو خریدنے والے پر اور جس کے لئے خریدی گئی اس پر۔ (بھی لعنت فرمائی)

5. عن ابن عبّاس رضی الله عنهما قال: لعن رسول الله ﷺ المتشبّهين من الرّجال بالنسّاء والمتشبهات من النّساء باالرّجال [26]

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنھما سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابھت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابھت اختیار کریں، لعنت فرمائی

اصناف مخالف کو آپس کی مشابھت سے روکنے کی مصلحت یہ ہے کہ یہ امر اصول فطرت کے خلاف ہے اور اس سے بڑے فساد کا اندیشہ ہے۔ مغرب میں اس خلاف فطرت عمل کے نتیجے میں آج خاندانی نظام انتشار کا شکار ہے اور مرد مردوں کے ساتھ زندگی بسر کر کے فطری امور کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس حدیث میں خصوصیت سے کسی لباس کا کوئی ذکر نہیں بلکہ مطلق تشبیہ پر لعنت فرمائی گئی ہے لیکن تشبیہ کی نمایاں صورت یہی ہے کہ مرد زنانہ لباس پہنیں اور عورتیں مردانہ لباس پہنیں اور اپنی فطرت سے بغاوت کریں۔ [27]

چنانچہ اور روایت میں خصوصیت کے ساتھ لباس کے امور کے بارے میں بھی واضح تنبیہ منقول ہے۔

6. عن أبي هريرة قال لعن رسول الله ﷺ الرجل يلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لبسة الرجل. [28]

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے رویات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو زنانہ لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردانہ لباس پہنے

7. عن الحسن مرسلا قال بلغنی ان رسول الله ﷺ قال لعن الله الناظر و المنظور [29]

حضرت حسن بصری سے مرسلا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی لعنت ہے دیکھنے والے پر اور اس پر جس کو دیکھا جائے۔

مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کسی نامحرم عورت کو یا کسی ستر کو (جس کا دیکھنا حرام ہے) دیکھے تو اس پر خدا کی طرف سے لعنت ہے یعنی رحمت سے محرومی کا فیصلہ ہے اور اسی طرح وہ شخص بھی رحمت خداوندی سے محروم ہے جس نے قصداً دیکھنے والے کو دیکھنے کا موقعہ دیا۔ [30]

8. عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ملعون من اتی امرأة فی دبرها [31]

حضرت ابوہریرۃ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ خلاف وضع فطرت عمل (لواطت) کرے تو ملعون ہے۔

تقاضہ شہوت کو خلاف فطرت طریقہ سے پورا کرنا حیوانات کا طریقہ بھی نہیں ہے جو عقل و تمیز سے محروم ہیں۔ پس جو انسان ایسا کرتے ہیں وہ حیوانات سے بھی بدتر ہیں اور اللہ تعالی کی نظر کرم سے محرومی کتنی بڑی بدبختی ہے، یہ بات روز محشر معلوم ہو گی [32]

9. عن ابی عبد الله بن عمرو قال لعن رسول الله ﷺ الراشی و المرتشی [33]

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی

اس حدیث کی شرح میں صاحب معارف الحدیث مولانا منظور نعمانی صاحب رقمطراز ہیں:

"کسی مجرم کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لعنت اس سے انتہائی ناراضی و بے زاری کا اعلان و سنگین سزا ہے اللہ کی طرف سے کسی پر لعنت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خداوند رحمان و رحیم نے اس کو اپنی وسیع رحمت سے محروم کر دینے کا فیصلہ فرمالیا ہے اور اللہ کے رسول یا فرشتوں کی طرف سے لعنت اس شخص سے بے زاری اور اس کے قابل لعنت ہونے کا اعلان اور اس کی رحمت سے محروم کر دئے جانے کی بد دعا ہوتی ہے۔ اس بنا پر اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والوں سے اپنی انتہائی ناراضگی اور بے زاری کا اظہار فرمایا ہے اور ان کے لئے بد دعا فرمائی کہ اللہ ان کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔ اللہ کی پناہ! رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین جس بد نصیب سے بے زاری کا اعلان فرمادیں اس بد بخت کا کہاں ٹھکانہ"۔ [34]

تنبیہات رسول اللہ ﷺ لیس منا کے الفاظ اور ان کا اطلاق

عقائد اور عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات بھی دین اسلام کے مستقل اور بنیادی اجزا میں شامل ہیں۔ کسی بھی معاشرے کی ترقی اور نشو و نما اس معاشرے کے معاملات کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں جس پہلی ریاست کی بنیاد رکھی اس کے ریاستی امور میں معاملات معاشرت پر خصوصی توجہ فرمائی اور مسلمانوں کے مابین مؤاخات کو مضبوط اور بر قرار رکھنے کے لئے معاملات کے شعبہ کی خصوصی نگرانی ترتیب دی۔ اس ضمن میں دھوکہ دہی اور خیانت جیسے ناسوروں سے حفاظت کے لئے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے بعض مواقع پر بطور تنبیہ " لیس منا "کے الفاظ ارشاد فرمائے جن سے مقصود مسلمانوں کو اس امر سے مطلع فرمانا تھا کہ ان کا وہ مخصوص عمل اپنے سر انجام دینے والے کو مسلمانوں کی جماعت اور طریقے سے خروج کی جانب دھکیل سکتا ہے۔ اصلاح معاشرت میں ان تنبیہات نے نہایت اہم کردار ادا کیا اور نتیجۃً ریاست مدینہ تمام عالم کے لئے رشد و ہدایت کے ساتھ ساتھ معاملات کے باب میں بھی قابل تقلید و مرجع بن گئی۔

لیس منا معنی و مفہوم

- علامہ خطابی نے معالم السنن شرح ابی داؤد میں " لیس منا "کے مفہوم کی شرح یوں کی ہے:

  لیس منا من غش معناه لیس علی سیرتنا و مذهبنا [35]

  ترجمہ: جو ملاوٹ کرے وہ ہم میں نہیں کے معانی ہیں کہ ایسا شخص ہمارے طریقے اور مذہب پر عمل پیرا نہیں ہے۔

- حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ان الفاظ کی شرح میں رقمطراز ہیں:

لیس منا ای من اهل سنتنا و طریقتنا و لیس المراد به اخراجه عن الدین ولکن فائدة ایراده بهذا اللفظ فی الرد عن الوقوع۔ [36]

لیس منا سے مراد یہ ہے کہ ایسے لوگ ہماری سنت اور طریقے پر نہیں ہیں جبکہ اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ لوگ دین اسلام سے ہی خارج ہیں بلکہ ان الفاظ سے مقصود ایسے افعال کے وقوع کے خلاف رد میں مبالغہ اور شدت پیدا کرنا ہے،

- علامہ عینی نے عمدة القاری شرح صحیح البخاری میں لیس منا کی یوں تشریح کی ہے:

لیس منا – ای لیس من اهل سننا وہو من المہتدین بهدینا ولیس المراد الخروج به من الدین جملة، اذ المعاصی لا یکفر بها عند اهل السنة [37]۔

یعنی لیس منا سے مراد یہ ہے کہ (ایسے لوگ) اھل سنت اور مھتدین میں شمار نہیں ہوں گے اور اس سے مراد دین سے مکمل خارج ہو جانا نہیں ہو گا، اہلِ سنت کے نزدیک ایسے اعمال کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو گا۔

- ملا علی قاری مشکوۃ کی شرح مرقاۃ میں "لیس منا" کے الفاظ کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

لیس منا ای من اهل سنتنا و طریقتنا اور لیس من اهل ملتنا والمراد الوعید والتغلیظ الشدید (38)

یعنی لیس منا سے مراد ہے کہ ایسے لوگ ہماری راہ اور طریقے سے الگ ہیں اور وہ مسلمانوں کی قوم میں شمار نہیں ہوں گے اور ایسے الفاظ سے مطلوب وعید اور تنبیہ شدید ہے۔

شارحین حدیث کے یہ اقوال واضح کرتے ہیں کہ لیس منا کے الفاظ اپنے اندر سخت تنبیہی مفہوم کے حامل ہیں اور رسول کریم ﷺ کا ان الفاظ سے کسی کو تنبیہ فرمانا اس شخص کے لئے انتہائی ناراضگی کا اظہار ہے۔ گویا ایسے شخص کو رسول ﷺ اہل اسلام کی صفوف ہی سے خارج قرار دے رہے ہیں۔ اس ضمن میں درج ذیل روایات اسی تنبیہی اسلوب کو نمایاں کرتی نظر آتی ہیں۔

1. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ كَيْفَ تَبِيعُ؟ فَأَخْبَرَهُ فَأُوحِيَ إِلَيْهِ أَنْ أَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ مَبْلُولٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ (39)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ایک آدمی سے ہوا جو اشیا خورد و نوش فروخت کر رہا تھا آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کیا بیچتے ہو جب اس نے اس بابت بتایا تب آپ کی طرف وحی کی گئی کہ اپنا ہاتھ اس میں دخل فرمائیں جب آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں داخل فرمایا تو کچھ تر پایا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو ملاوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ خطابی معالم السنن میں رقمطراز ہیں:

ليس منا من غش قال الشيخ قوله ليس منا من غش معناه ليس على سيرتنا ومذهبنا يريد أن من غش أخاه وترك مناصحته فإنه قد ترك اتباعي والتمسك بسنتي وقد ذهب بعضهم إلى أنه أراد بذلك نفيه عن دين الإسلام، وليس هذا التأويل بصحيح، وإنما وجهه ما ذكرت لك، وهذا كما يقول الرجل لصاحبه أنا منك وإليك يريد بذلك المتابعة والموافقة. ويشهد بذلك قوله تعالى {فمن تبعني فإنه مني ومن عصاني فإنك غفور رحيم [إبراهيم: 36] (40)

2. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الخُدُودَ، وَشَقَّ الجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ (41)

وہ ہم میں سے نہیں جو (حالت غم کی وجہ سے) گال نوچے اور گریبان پیٹے اور دور جاہلیت کے طریقوں کو رائج کرے۔

صاحب عمدۃ القاری علامہ بدر الدین عینی اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

قَوْله: (لَيْسَ منا) ، أَي: لَيْسَ من أهل سنتنا وَلَا من المهتدين بهدينا، وَلَيْسَ المُرَاد الْخُرُوج بِهِ من الدّين جملَة، إِذْ الْمعاصِي لَا يكفر بهَا عِنْد أهل السّنة، أللهم إلاَّ أَن يعْتَقد حل ذَلِك، وسُفْيَان الثَّوْرِيّ أجراه على ظَاهره من غير تَأْوِيل لِأَن إجراءه كَذَلِك أبلغ فِي الإنزجار مِمَّا يذكر فِي الْأَحَادِيث الَّتِي صيغها (42)

3. عَنْ زَرْبِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: جَاءَ شَيْخٌ يُرِيدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبْطَأَ القَوْمُ عَنْهُ أَنْ يُوَسِّعُوا لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا (43)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک معمر شخص آئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے چاہتے تھے۔ لوگوں نے (جو اس وقت حاضر تھے) ان کے لئے گنجائش پیدا کرنے میں دیر کی (یعنی ایسا نہیں کیا ان کے بڑھاپے کے احترام میں جلدی سے ان کو راستہ دے دیتے) تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو آدمی ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کا احترام نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔

اس حدیث کے مطابق جس شخص کو دین اور پیغمبر دین سے وابستگی درکا ہو، اسے بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت پر کرنی چاہئے اور جو ایسا کرنے سے قاصر ہو، وہ یقینا اس وابستگی سے محروم رہے گا جو اس ادب و احترام اور شفقت کے حامل شخص کا خاصہ ہوا کرتی ہے۔ (44)

4. عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا، لاَ تَشَبَّهُوا بِاليَهُودِ وَلاَ بِالنَّصَارَى، فَإِنَّ تَسْلِيمَ اليَهُودِ الإِشَارَةُ بِالأَصَابِعِ، وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى الإِشَارَةُ بِالأَكُفِّ (45)

عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہم مسلمانوں کے اغیار سے مشابہت اختیار کرے، تم ہر گز یہود و نصاری سے مشابہت اختیار نہ کرو کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ اور نصاری کا سلام ہتھیلی سے اشارہ کرنا ہوتا ہے۔

5. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا، أَوْ عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهِ (46)

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکائے یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف کرے۔

6. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ»، وَزَادَ غَيْرُهُ: يَجْهَرُ بِهِ (47)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن کریم کو عمدہ آواز سے تلاوت نہ کرے۔ قرآن کریم کلام ملک الملوک ہے اور اس کو اسی شان سے پڑھنا ہی زیبا ہے آنحضرت ﷺ کی بعثت کے چار بنیادی مقاصد میں سے سب سے مقدم مقصد آیت قرآنی کی تلاوت کرنا ہی ہے، اور اس ضمن میں آپ ﷺ نے بطور خاص تاکید فرمائی کہ قرآن کریم کو عمدہ طریقے پر تلاوت کرنا مسلمانوں کے خاص شعائر میں سے ہے اور وہ شخص یقینا اس خصوصیت سے محروم ہے جو قرآن کو عمدہ طریقے سے تلاوت نہ کرے۔ خود رسول کریم ﷺ نے مؤمنین کو خصوصیت سے قراءات قرآن کی سیکھنے کی تاکید فرمائی تھی اور اس ضمن میں چار صحابہ کرام کا نام زد بھی فرمایا رسول کریم ﷺ کے مبارک الفاظ صحیح بخاری میں یوں روایت کئے گئے ہیں:

استَقْرِؤا القرآنَ مِن أربعةٍ :مِن عبدِ اللهِ بنِ مسعودٍ ، وسالمٍ مولى أبي حذيفةَ ، وأُبَيِّ بنِ كعبٍ ، ومعاذِ بنِ جبلٍ (48)

یعنی قرآن کریم (کی تلاوت و قراءت کرنا) چار افراد سے سیکھو۔ (یہ حضرات) عبد اللہ بن مسعود، سالم (جو ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام تھے) ابی بن کعب اور معاذ بن جبل ہیں۔

تنبیہات رسول اللہ ﷺ کے انفرادی و براہ راست اسالیب

صحابہ کرام میں سے کچھ صحابہ کو بطور خاص رسول اللہ ﷺ کے زیر تربیت رہنے کا موقعہ ملا ہے یہ صحابہ سفر و حضر میں حضور ﷺ کی مخصوص خدمات فراہم دینے کے سبب اپنے اوقات کا اکثر حصہ رسول ﷺ کے زیر سایہ گزارتے تھے اور ایسے میں انہیں اپنی اصلاح وتربیت کے لئے رسولِ خدا ﷺ کی براہ راست توجہ و شفقت حاصل تھی۔ حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس اور حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے کچھ اور صحابہ کو بطور خاص یہ شرف حاصل ہوا اور ان کے لئے نبی آخر الزمان ﷺ کی بعض مخصوص اوقات میں براہ راست تنبیہ پوری امت کے لئے راہ ہدایت کا سبب بنی۔ اس ضمن ان صحابہ نے اپنے احوال امت تک یوں پہنچائے۔

1. عن علی ان رسول اللہ ﷺ قال له یا علی ! لا تبرز فخذک ولا تنظر الی فخذ حی وہ لا میت [49]

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان کو ہدایت فرمائی کہ تم اپنی ران نہ کھولنا اور نہ کسی زندہ یا مردہ آدمی کی ران کی جانب اپنی نظر کرنا۔

رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ انسانی جسم میں صرف شرمگاہ اور اس کے قریبی حصے ہی نہیں بلکہ ران تک ستر میں شامل ہے۔ گویا یہ ستر کے بارے میں تکمیلی تعلیم وہدایت ہے۔ البتہ ضرورت کے مواقع مثلاً طب وجراحت کی ضرورت پیش آنے پر استثنی موجود ہوگا۔ [50]

2. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ الفَضْلُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَشْعَمَ، فَجَعَلَ الفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَصْرِفُ وَجْهَ الفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الآخَرِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لاَ يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، .وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ [51]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ (ان کے بھائی) فضل (ایک بار سفر حج میں) رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے اتنے میں خشعہ سے ایک عورت آئی۔ فضل بن عباس اس کی طرف جھانکنے لگے اور وہ عورت انہیں دیکھنے لگی جب نبی کریم ﷺ نے ماجرا دیکھا تو فضل بن عباس کا چہرہ خود اپنے دست مبارک یکسر دوسری جانب کو پھیر دیا۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

یہ حدیث اس عملی تربیت اور نگرانی کی دلیل ہے جس کے بغیر پر نوعمر بچوں اور نوجوانوں کے اخلاق پاکیزگی کے اعلی معیار کو حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ بعد ازاں وقت نے یہ ثابت بھی کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی زیر تربیت رہنے والے یہ نوجوان وقت کے امام بنے اور ایک زمانے نے ان سے کسب فیض کیا۔

3. عن ابی زر قال مر بی النبی ﷺ وانا مضطجع علی بطنی فرکضنی برجله وقال یا جندب انما هی ضجعة اهل النار [52]

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس گذرے کہ میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاؤں مبارک سے حرکت دی اور فرمایا اے جندب! یہ تو اہل جہنم کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔

کسی عمل کی قباحت کو اھل ایمان کے دلوں میں مؤثر انداز سے ثبت کروانے کے لئے یہ طریقہ نہایت مؤثر ہے کہ ان کو یہ بتایا جائے کہ یہ اہل دوزخ کا طریقہ ہے۔

4. عن ابن عمر بن ابی سلمة قال کنت غلاما فی حجر رسول الله ﷺ وکانت یدی تطیش فی الصفحة فقال رسول الله ﷺ سم الله وکل بیمینک وکل مما یلیک [53]

ابن عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں (بچپن میں) نبی کریم ﷺ کی آغوش شفقت میں پرورش پارہا تھا تو (کھانے کے وقت) میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف چلتا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی کہ (کھانے سے قبل) بسم اللہ پڑھا کرو اور اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے سامنے ہی سے کھایا کرو۔

یہ عمر بن ابی سلمہ حضرت ابو سلمہ کے بیٹے تھے جو آنحضرت ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ حضرت ابو سلمہ کی وفات کے بعد حضرت ام سلمہ کا نکاح آنحضرت ﷺ سے ہو گیا تو ان کے یہ بیٹے حضور ﷺ کی آغوش تربیت میں آگئے۔ وہ اپنا یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ اس وقت میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف چلتا تو حضور ﷺ نے مجھے سکھایا کہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا کرو، دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھایا کرو۔ البتہ دیگر روایات سے یہ اجازت معلوم ہوتی ہے کہ اگر کھانے والے کے سامنے مختلف انواع کے کھانے موجود ہوں تو وہ ایسے میں ہاتھ دیگر اطراف میں بڑھا سکتا ہے [54]

5. سیرت رسول کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کچھ مجالس یا مخصوص احوال میں آنحضرت ﷺ نے کچھ ایسے افراد کو بھی تنبیہ فرمائی جن کا نام معروف صحابہ میں شامل نہیں مگر ان حضرات کو رسول اللہ ﷺ کا تنبیہ فرمانا دیگر معروف صحابہ کے لئے خاص اہمیت اختیار کر گیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ ان اعمال کو جان بوجھ کر کرنے والے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ہاں سخت ناپسندیدہ اور مبغوض لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے:

وعن سلمة بن الاکوع رضی الله عنه ان رجلا اکل عند رسول الله ﷺ بشماله، فقال کل بیمینک، قال: لااستطیع، قال: لااستطعت، ما منعه الا الکبر، فما رفعها الی فیه۔ [55]

حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ کر بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔ اس شخص نے جوابا کہا، میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھیں (دائیں ہاتھ سے کھانے کی) کبھی طاقت نہ ہو۔

اصول یہ ہے کہ اگر بشری تقاضے کی وجہ سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے اور انسان ندامت اور شرمندگی کا اظہار کرے تو اللہ تعالی معاف فرما دیتے ہیں۔ لیکن غلطی ہو اور پھر اس غلطی پر اصرار ہو اور اس کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش بھی کی جائے تو یہ سنگین گناہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے کسی کے حق میں بد دعا کرنا شاذ و نادر ہی ثابت ہے، حتی کہ اپنے دشمنوں کے حق میں بھی بد دعا نہیں فرمائی لیکن یہ موقعہ ایسا تھا کہ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ یہ شخص تکبر کی وجہ سے بطور عناد کے منافقت کی بنیاد پر دائیں ہاتھ سے کھانے سے انکار کر رہا ہے، حقیقت میں اسے کوئی عذر لاحق نہیں ہے، اس لئے اس کے حق میں بد دعا کا کلمہ ارشاد فرمایا اور وہ بد دعا فورا قبول ہو گئی۔ [56]

تنبیہات رسول ﷺ کے اجتماعی وبالواسطہ اسالیب:

نفسیات انسانی مختلف مواقع پر پیش آنے والے عوامل کے مختلف رد عمل دیتی ہے۔ رد عمل کے انداز انسانوں کی عمر، ان کے مراتب، مشاغل اور طرز زندگی کے مطابق متنوع ہوا کرتے ہیں اور کسی بھی مصلح کے لئے ان تمام امور کا لحاظ رکھتے ہوئے کسی بھی موقع پر بہترین انداز نصیحت اختیار کرنا از حد ضروری ہے۔ بعض اوقات کچھ افراد کو براہ راست ٹوکنا یا ان کی کسی غلطی کو موقع پر سب کے سامنے درست کرنا ان افراد کے لئے طبائع کے باعث وجہ ضرر بن سکتا ہے اور وہ شرم و حیا اور خجالت کے بوجھ تلے دب کر صراط مستقیم پر موجود اپنی اصلاح کی منزل کا رخ چھوڑ سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی امر کو مد نظر رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے جہاں تنبیہ و اصلاح کے لئے انفرادی و براہ راست اسلوب اختیار فرمایا وہاں بالواسطہ انداز تنبیہ اختیار فرما کر مختلف مواقع پر بہت سے افراد کا بھرم بھی قائم رکھا۔ انسانی نفسیات کی اسقدر باریک رعایت رکھنا یقیناً مصلح اعظم (ﷺ) کا ہی خاصا تھا۔ یہ روایات آنحضرت ﷺ کے اسی بالواسطہ اسلوب اصلاح کی تصویر کشی کرتی نظر آتی ہیں

1. أَخْبَرَنَا أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَسْدٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الأُتَبِيَّةِ عَلَى صَدَقَةٍ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى [ص:71] المِنْبَرِ - قَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا فَصَعِدَ المِنْبَرَ - فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: " مَا بَالُ العَامِلِ نَبْعَثُهُ فَيَأْتِي يَقُولُ: هَذَا لَكَ وَهَذَا لِي، فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ، فَيَنْظُرُ أَيُهْدَى لَهُ أَمْ لا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لا يَأْتِي بِشَيْءٍ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةً تَيْعَرُ «، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ» أَلا هَلْ بَلَّغْتُ " ثَلاثًا، (57)

حضرت ابو حمید ساعدی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک بار بنی اسد کے ایک شخص ابن اتبیہ کو زکوۃ کی وصولی پر عامل مقرر فرمایا۔ جب وہ وصولی کے بعد واپس ہوئے تو بتایا کہ (یا رسول اللہ ﷺ) یہ مال زکوۃ ہے اور یہ کچھ ہدایا ہیں جو لوگوں نے مجھے دیئے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا ایسے عامل کو کیا ہو گیا جسے میں نے مقرر کیا ہو اور وہ آکر یہ کہے کہ یہ مال زکوۃ ہے اور یہ کچھ ہدایا میرے لئے ہیں۔ وہ اپنے والدین کے گھر بیٹھا رہے اور پھر دیکھے کہ کوئی اسے ہدایا دیتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ایک ایسی چیز بھی نہیں ہو گی جس کا بوجھ قیامت کے دن اس کی گردن پر نہ ہو اگرچہ کوئی بلبلاتا ہوا اونٹ ہو یا آواز نکالتی ہوئی گائے ہو یا کوئی منمناتی بکری ہو۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اس قدر بلند کئے کہ ہم نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی اور تین بار فرمایا: کیا میں نے اپنی اس حق بات کو پہنچا دیا؟

2. عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اشْتَرِي وَأَعْتِقِي، فَإِنَّمَا الوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ»، ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ العَشِيِّ، فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: «مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ شَرْطُ اللَّهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ (58)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم ایک بار ان کے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں (حضرت بریرہ کی بابت) عرض کیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے خرید لو اور پھر آزاد کر دو کیونکہ (آزاد کردہ) غلام کی ولا (میراث) اسی کے لئے ہے جس نے اسے آزاد کیا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے وقت ہی منبر پر تشریف لائے۔ اللہ کی تعریف بیان فرمائی جیسا کہ اس کی شان ہے پھر فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ (بیع میں) ایسی شرائط طے کرنا چاہتے ہیں کو کتاب اللہ میں موجود نہیں۔ پس کسی نے بھی

دوران بیع کوئی ایسی شرط رکھی جو کتاب اللہ میں موجود نہیں تو وہ باطل ہے اگرچہ کوئی ایسی سو شرائط باندھے پھر بھی اللہ تعالیٰ کی (مقرر کردہ) شرائط ہی حق و توثیق کی حامل ہیں۔

وَلاء اس مال کو کہتے ہیں جسے کوئی ایسا غلام چھوڑ کر مرے جس کی کوئی اولاد نہ ہو۔ حضرت عائشہؓ نے اس حدیث میں جس قصہ کی جانب اشارہ کیا ہے اس کے مطابق حضرت عائشہؓ حضرت بریرہ کو خریدنا اور بعد ازاں آزاد کرنا چاہتی تھیں، مگر جن لوگوں سے یہ خرید متوقع تھی وہ چاہتے تھے کہ حضرت عائشہ حضرت بریرہ کو خرید کر آزاد نہ کریں تا کہ حضرت بریرہ کا مال انہی کو ملے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ ان لوگوں کا یہ مطالبہ کتاب اللہ کے مقرر کردہ اصولوں کے خلاف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان لوگوں کو بالواسطہ تنبیہ فرمائی اور یہ ضابطہ بیان فرمادیا کہ اللہ کی مقرر کردہ حدود و قیود کے باہر کسی بھی قسم کی شرائط معاہدہ باطل تصور ہوں گی۔[59]

3. أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلاَتِهِمْ»، فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ، حَتَّى قَالَ: «لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُم»[60]

حضرت انس بن مالک اللہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی جانب بلند کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بات کو فرماتے ہوئے اس قدر ہوئے کہ فرمایا: ایسے لوگوں کو چاہئیے کہ اس امر سے باز آجائیں ورنہ ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔

تحویل قبلہ سے قبل خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز میں بارہا نگاہ مبارک حکم الٰہی کے انتظار میں آسمان کی جانب اٹھ جاتی تھی کہ بیت اللہ کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دے دیا جائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کو پورا فرماتے ہوئے بیت اللہ کو مسلمانوں کے لئے قبلہ مقرر فرمادیا تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں اپنی نگاہ مبارک پست رکھا کرتے تھے۔ تاہم یہ معلوم ہونے پر کہ کچھ لوگ ابھی تک اس عادت میں مبتلا ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالواسطہ تمام نمازیوں کو مخاطب فرماتے ہوئے شدید الفاظ میں تنبیہ فرمائی اور بطور وعید ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں نے اس خلاف خشوع عمل کو نماز میں ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بینائی سلب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تنبیہی اطلاع یقیناً عام مسلمانوں کے لئے باعث رحمت تھی کہ اس حکم کے بعد انہوں نے اپنے اس عمل سے رجوع کیا اور یوں اللہ کی ناراضگی و عتاب سے بچ گئے۔[61]

4. قَالَتْ عَائِشَةُ: صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيهِ، فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ، فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ، وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً[62]

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی معاملہ میں (لوگوں کو) رخصت (وآسانی) عنائت فرمائی، تاہم انہوں نے اس رخصت (کو قبول کرنے) سے احتراز کیا۔ جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک) خطبہ ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس چیز سے احتراز کرتے ہیں جس کے معاملے میں انہیں رخصت دی گئی ہو۔ اللہ کی قسم! میں ان سے زیادہ اللہ کو جاننے والا ہوں۔ اور ان سے زیادہ (اللہ سے) ڈرنے والا ہوں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہر طبقہ انسانی کے لئے مکمل نمونہ ہے۔ دینی امور پر عمل کے لحاظ سے تمام افراد کے قویٰ برابر نہیں ہوتے۔ لہذا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے مابین آسانی عمل کے لئے ہمیشہ خود بھی وہ عمل اختیار فرماتے جو اسہل ہو۔ یہ امر یقینا شفقت ومحبت کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

5. عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ احْضُرُوْا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْءًا مَّا كُنَّا نَسْمَعُهٗ قَالَ اِنَّ جِبْرَءِيْلَ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ قُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةُ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرُ عِنْدَهٗ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ اٰمِيْنَ [63]

حضرت کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبیء کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ ہم لوگ حاضر ہو گئے جب حضور ﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے پر درجہ پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب تیسرے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ ﷺ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہیں ہوئی میں نے کہا آمین، پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جسکے سامنے آپکا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا: آمین، جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اسکے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاوے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا: آمین۔

اس حدیث کی شرح میں صاحب معارف الحدیث رقمطراز ہیں:

" اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف سے سخت ترین بدعا کے انداز جس طرح انتہائی ناراضی وبے زاری کا اظہار کیا ہے گیا، یہ در اصل ان تینوں کوتاہیوں کے بارے میں سخت ترین انتباہ ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی کی محبوبیت کی وجہ سے فرشتوں کی دنیا اور ملأ اعلی میں عظمتوں ومحبوبیت کا وہ بلند ترین مقام حاصل ہے کہ جو شخص آپ ﷺ کے حق کی ادائیگی کے معاملے میں صرف اتنی کوتاہی اور غفلت کرے کہ آپ ﷺ کے ذکر مبارک کے وقت آپ ﷺ پر دورد نہ بھیجے تو اس کے لئے سارے ملأ اعلی کے امام اور نمائندے حضرت جبریل علیہ السلام کے دل سے اتنی سخت بدعا نکلتی ہے اور وہ اس پر رسول اللہ ﷺ سے بھی آمین کہلواتے ہیں [64].

خلاصہ بحث:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ اپنے اندر تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لئے ایک جامع واکمل نمونہ لئے ہوئے ہے۔ تمام انبیاء ورسل کی طرح نبی آخری الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کا اہم جزو امت کے احوال کی اصلاح وتربیت تھی اور اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسالیب تنبیہی بھی اختیار فرمائے ان سب کا محور انفرادی او اجتماعی احوال ومراتب کے لحاظ

سے لے کر بالواسطہ وبلا واسطہ تمام تر امور حکمت کا مکمل لحاظ رہا۔ یہ انداز و تنبیہ کسی بھی انداز میں رہی ہو، رسول کریم ﷺ کا مقصود تمام متعلقہ افراد واقوام بشمول امت اجابت کو اس دائرہ رحمت میں محصور رکھنا ہی رہا جس سے خروج خواہ لاعلمی کی بنیاد پر ہو یا بے احتیاطی کی وجہ سے ہو، مؤمنین کی شمع ایمانی کے گُل ہونے کا سبب ہو سکتا تھا۔ بارگاہ الٰہی سے رؤف الرحیم کے القاب کا اعزاز پانے والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، مسلمانوں کے حق میں نہایت نرم ومہربان ہیں اصلاح امت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے کلمات تنبیہی دراصل امت کے لئے ان اعمال سے بچاؤ کی ترغیب ہیں جو اہل ایمان کو اللہ کی رحمت سے دور کر سکتے ہیں۔ تمام ادوار کی طرح دور حاضر میں بھی ان تمام افراد کے لئے جو بطور استاد، مصلح یا مربی تعلیم و تربیت کے منصب پر فائز ہوں، رسول کریم ﷺ کے یہ اسالیب حکمت مشعل راہ ہیں، ان اسالیب تنبیہی کے انداز اپنے اندر غور کرنے والوں کو اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنے زیر سایہ تربیت پانے والے افراد کی اصلاح کرتے ہوئے ان افراد کے احوال کی مکمل رعائت رکھیں اور حکمت کے اصل مفہوم کے تحت تقاضہ وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسا انداز اصلاح و تربیت اختیار کریں جو زیادہ سے زیادہ مثبت نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

انسانی زندگی اوقات کی ترتیب کا دوسرا نام ہے۔ گردش لیل ونہار میں پنہاں مجموعہ چھوٹے چھوٹے لمحات ہی دراصل اوقات زیست کی وہ بنیادی اکائیاں ہیں جو ہر وقت کسی نہ کسی حال کا روپ لئے انسانی زندگی کو آن گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ احوال کبھی اسقدر مثبت لمحات کی اکائیوں پر استوار ہوتے ہیں کہ انسان مٹی میں بھی ہاتھ ڈالے تو وہ سونا ہو جاتی ہے اور کبھی ان لمحات کی ترکیب میں اس قدر انتشار پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ ہر کوشش اور سبب اختیار کر لینے کے باوجود انسان کے ہاتھ سے ریت کی طرح پھسلتے چلے جاتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ۔ ابراہیم ۱۴:۳۴

Ibrahīm 14:34.

[2] ۔ آل عمران ۳:۱۶۴

Aal-e-Imrān 3:164.

[3] **محمد صالح، الأساليب النبوية في التعامل مع أخطاء الناس**، (ریاض: مدار الوطن للنشر، 2016)

Muhammad Salih, *al-Asaleeb un Nabawiya fi at Taamul ma'a akhta an Naas (*Prophetic Methodology towards the People who do wrong) (Riadh: Madarul Watan Nashar, 2016).

[4] **محمد صالح، الأساليب النبوية في معالجة الاخطاء**، مکتبہ النور، Noor-book .com/en/ebook/ الأساليب النبوية في معالجة الاخطاء-book

Muhammad Salih, *al Asalib un Nabiwiya fi Muaaljiah al Akhta* (Maktaba an Noor, E Book).

[5] ۔ نوح ۱۷:۳۴

Nūh 17:34.

[6]۔ یونس ۱۰: ۸۸

Yunus 10:88.

[7]۔ الامام مسلم بن الحجاج نیشاپوری، **الجامع الصحیح**، کتاب البر و الصلۃ والادب، باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا، رقم الحدیث:۸۷(بیروت، دار احیاء التراث العربی)

Muslim b Hajjaj, *al Jami ash Sahih*, Kitab al Birr wa Sila wal Adab (Beirut: Dar al Ahya, n.d.), Hadith no. 86.

[8]۔ التوبۃ۹: ۱۲۸

At-Taubah 9:128.

[9]۔ النحل۱۶: ۱۲۵

An Nahl 16; 125.

[10]۔ مفتی محمد شفیع، **معارف القرآن**، (کراچی: ادارہ معارف، ۲۰۰۵)، ۵/ ۴۲۰

Mufti Muhammad Shafi, *Maarif ul Qur'an* (Karachi: Ma'arif Publications, 2005), 5/420.

[11]۔ یونس۹۸:۱۰

Yunus 10:98.

[12]۔ مفتی محمد شفیع، **معارف القرآن**، ۴/ ۵۷۴، ۵۷۵

Mufti Muhammad Shafi, *Maarif ul Qur'an,* vol.2, 574-575.

[13]۔ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، **الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ**، کتاب الوضوء، باب اذا القی علی ظہر المصلی او جیفہ لم تفسد علیہ صلاتہ، رقم الحدیث:۲۴۰ (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)

Abu Abdullah Muhammad bin Ismail Bukhari, al Jami as *Sahih*, The Book of Ablutions, Chapter: If a dead body or a polluted thing is put on the back of a person offering Salat (prayer), his Salat will not be annulled (rejected by Allah), Hadith no. 107.

[14]۔ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر، تفسیر **القرآن العظیم**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۹ھ)، ۷/ ۱۴

Abu al Fida Imad ud Din Ibn-e-Kathir, *Tafseer-ul-Qur'an al Azeem* (Beirut: Darl ul Kutub al Ilmiya, 1419 AH), 7/14.

[15]۔ ایضاً، ۴/ ۱۸۴

Ibid., 4/184.

[16]۔ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور، **لسان العرب**، (بیروت: دار لسان العرب، طبعۃ اولیٰ)، ۱۱/ ۷۳۴

Jamal ud Din Muhammad b Mukram Ibn-e-Manzur, *Lisan ul Arab* (Beirut: Dar-e-Lisan ul Arab, n.d.), 11/734.

[17]۔ نور الدین ابو الحسن علی بن سلطان محمد ملا الھروی القاری، **مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح**، (بیروت: دار الفکر، طبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۲ھ)، ۴/ ۲

Noor ud Din Abu al-Hassan Ali bin Sultan Muhammad Mulla al Harvi al Qari, *Mirqat-ul-Mafateeh* (Beirut: Daarul Fiqh, 1422 Ah), 4/2.

[18]۔ ابی حامد محمد بن محمد الغزالی، **احیاء علوم الدین** (مصر: مطبع میمنہ، الطبعۃ 1411ھ)، ۷/ ۴۹۱

Abu Hamid Muhammad b Muhammad Ghazali, *Ihya ulum al Din* (Cairo: Matba-e-Maimanah, 1411 AH), 7/491.

[19]۔ مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب البر والصلۃ والادب، باب من لعنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوسبہ اودعا علیہ ولیس ھو اھلا لذلک کان لہ زکوۃ واجرا ورحمۃ، رقم الحدیث:۶۴۹۰

Muslim bin Hajjaj, *al Jami as Sahih*, The Book of Virtue, Enjoining Good Manners, and Joining of the Ties of Kinship, Chapter: Whomever Is Cursed, Reviled or Prayed Against by The Prophet (SAW) When He Does Not Deserve That, It Will Be Purification, Reward and Mercy for Him, Hadith no. 119.

[20]۔ ایضاً، رقم الحدیث: ۲۶۹۲

Ibid., Hadith no. 292.

[21]۔ ایضاً، رقم الحدیث: ۲۵۰۱

Ibid., Hadith no. 501.

[22]۔ مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب لعن اکل الربوا وموکلہ، رقم الحدیث: ۱۵۹۷

Muslim bin Hajjaj, *al Jami as Sahih*, Chapter: Cursing the one who consumes Riba and the one who pays it, Hadith no. 1597.

[23]۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسی ترمذی، **الجامع الترمذی**، ابواب البیوع، باب ماجاء فی اکل الربوا، رقم الحدیث: ۱۲۰۶ (بیروت: دار العربی الاسلامی، الطبعۃ ۱۹۹۸ء)

Abu Esa Muhammad bin Esa Tirmizi,*Jami at Tirmidhi* (Beirut: darul Arabi al Islami, 1998), Hadith no. 120.

[24]۔ ابو داود سلیمان بن الاشعث سجستانی، **سنن ابی داؤد**، کتاب الجنائز، باب فی النوح، رقم الحدیث: ۳۱۲۸ (بیروت: المطبعۃ العصریۃ،)

Abu Dawood Salman bin Ashas, *Sunan Abi Dawood*, The Book of Funerals, *Chapter: Wailing*, (Beirut: Al Matba, Asriyya, n.d.), Hadith no. 3128.

[25]۔ ترمذی، **الجامع الترمذی**، کتاب البیوع، باب النھی عن یتخذ الخمر خلا، رقم الحدیث: ۱۲۹۵

Tirmizi, *Al Jami at Tirmizi*, The Book of Business, Chapter: The Prohibition to Use Wine to Make Vinegar, Hadith no. 1295.

[26]۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب اللباس، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال، رقم الحدیث: ۵۸۸۵

Bukhari, *Jami as Sahih* The Book of Dressing, Chapter: Men who are in the similitude of women, and women who are in the similitude of men, Hadith no. 5885.

[27]۔ محمد منظور نعمانی، **معارف الحدیث**، (کراچی: دار الاشاعت اردو بازار، ۲۰۰۹ء)، ۱۹/۶

Muhammad Manzur Noumani, *Maarif ul Hadith* (Karachi: Daarul ishaa't, 2009), 19/6.

[28]۔ ابو داؤد، **سنن ابی داؤد**، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، رقم الحدیث: ۴۰۹۸

Abu Dawood, *Sunan Abu Dawood*, The Book of Dressing, *Chapter: Women's Clothing*, Hadith no. 4098.

[29]۔ احمد بن الحسین بن علي بن موسى الخراساني البيهقي ، **شعب الایمان**، کتاب الحیاء، باب ماجاء ینظر الی عورۃ، رقم الحدیث: ۱۳۵۲۶، (ریاض: مکتبہ الرشد، بالنشر والتوضیع، طبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۳ھ)

Ahmad bin Hussain al Bayhqi, *Shuab al Iman*, Kitab al Haya (Riyadh:Maktab tur Rushd, 1423 AH), Hadith no. 135.

[30]۔ محمد منظور نعمانی، **معارف الحدیث**: ۶/۷ ۴۳

Muhammad Manzur Noumani, *Maarif ul Hadith*, 437/6.

[31]۔ ابوداؤد، **سنن ابی داود**، کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح، (رقم الحدیث:۲۱۶۲)

Abu Dawood, *Sunan Abu Dawood*, The Book of Marriage, Chapter: Regarding Intercourse, Hadith no. 2162.

[32]۔ محمد منظور نعمانی، **معارف الحدیث**، (۵/۴۶۴)

Muhammad Manzur Noumani, *Maarif ul Hadith*, 464/5.

[33]۔ ابوداود، **سنن ابی داود**، کتاب الاقضیہ، باب فی کراھیۃ فی الرشوۃ، رقم الحدیث:۳۵۸۰

Abu Dawood, *Sunan Abu Dawood*, Kitab Al-Aqdiyah, Chapter: Regarding Bribery Being Disliked, Hadith 3580.

[34]۔ محمد منظور نعمانی،، **معارف الحدیث**: ۷/۵۵۷

Muhammad Manzur Noumani, *Maarif ul Hadith*, 557/7.

[35]۔ ابو سلیمان احمد بن محمد الخطابی، **معالم السنن شرح سنن ابی داؤد**، (حلب: المطبعۃ العلمیۃ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۱ھ، ۳/۱۱۸

Abu Sulaiman AHamd b Muhammad al Khattabi, *Maalim us Sunan Sharh Sunan abi Dawood* (Aleppo: al Matbatul Ilmiyya, 1351 AH), 118/3.

[36]۔ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن نور الدین علی بن حجر العسقلانی، **فتح الباری شرح صحیح البخاری**، (بیروت: دار المعرفۃ، ۱۳۸۹ھ)، ۳/۱۶۳

Shahab ud Din Abu al Fadal Ahmad bin Noor-ud-Din Ali Ibn-e-Hajar al Asqalani, *Fathul Bari* (Beirut: Daarul Maarifa, 1389 AH), 163/3.

[37]۔ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی، **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی،)۸/۸۸

Badruddin Abu Muhammad Mahmood bin Ahmad Aini, *Umda tul Qari sharh Sahih Bukhari* (Beirut: Daar Ihya at Turath al Arabi, n.d.), 88/8.

[38]۔ ملا علی قاری، **مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح**، ۳/۱۲۳۴

Mulla Ali Qari, *Mirqat-ul-Mafateeh*, 1234/3.

[39]۔ ابوداود، **سنن ابی داود**، کتاب الاجارۃ، باب النھی عن الغش، رقم الحدیث:۳۴۵۲

Abu Dawood, *Sunan Abu Dawood*, Kitab al Ijara, Chapter: Regarding the Prohibition of Deception, Hadith no 3452.

[40]۔ الخطابی، **معالم السنن**، (۳/۱۸۸)

Al Khattabi, *Maalim us Sunan*, 188/3.

[41]۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجنائز، باب لیس منا من شق الجیوب، رقم الحدیث:۱۲۹۴

Bukhari, *Jami as Sahih*, The Book of Funerals, Chapter: He who tears off his clothes (when afflicted with a calamity) is not from us, Hadith no 1294.

[42]۔ بدر الدین العینی، **عمدۃ القاری**، ۸/۸۸

Badruddin Aini, *Umda tul Qari sharh Sahih Bukhari*, 88/8.

[43]۔ ترمذی، **الجامع الترمذی**، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان، رقم الحدیث:۱۹۱۹

Tirmizi, *Jami at Tirmizi*, Chapters on Righteousness and Maintaining Good Relations With Relatives, Chapter: What Has Been Related About Being Merciful With Boys, Hadith no. 1919.

[44]۔ محمد منظور نعمانی، **معارف الحدیث:** ۶/۳۳۵

Muhammad Manzur Noumani, *Maarif ul Hadith*, 335/6.

[45]۔ ترمذی، **الجامع الترمذی**، کتاب الاسیتذان، باب ماجاء فی کراھیۃ اشارۃ الید بالسلام، رقم الحدیث:۲۶۹۵

Tirmizi, *Jami at Tirmizi*, Chapters on Seeking Permission, Chapter: What Has Been Related About It Being Disliked To Gesture With Hand When Giving Salam, Hadith 2695

[46]۔ ابوداود، **سنن ابی داود**، کتاب الطلاق، باب فیمن خبب امراۃ علی زوجھا، رقم الحدیث:۲۱۷۵

Abu Dawood, *Sunan Abu Dawood*, Kitab ut Talaq, Chapter: Regarding Someone Who Ruins A Wife For Her Husband, Hadith no 2175.

[47]۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ واسروا قولکم او جھروبہ انہ علیم بذات الصدور الایعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر، رقم الحدیث:۷۵۲۷

Bukhari, *Jami as Sahih*, Kitab ut Tauheed, Chapter: And whether you keep your talk secret or disclose it. Verily, He is the All-Knower of what is in the breasts (of men), Hadith no 7527

[48]۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عبداللہ ابن مسعود، رقم الحدیث:۳۷۶۰

Bukhari, *Jami as Sahih*, Chapter: The Companions of the Prophet, Chapter, Chapter: The merits of 'Abdullah bin Mas'ud, Hadith no. 3760.,

[49]۔ ابوداود، **سنن ابی داود**، کتاب الجنائز، باب فی ستر المیت عندہ غسلہٖ، رقم الحدیث:۳۱۴۰

Abu Dawood, *Sunan Abi Dawood*, Kitab Al-Jana'iz, Chapter: Covering The Deceased When Washing Him Hadith no., 3140.

[50]۔ محمد منظور نعمانی، **معارف الحدیث** ۶/۴۳۵

Muhammad Manzur Noumani, *Maarif ul Hadith*, 435/6.

[51]۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الحج، باب وجوب الحج وفضلہ، رقم الحدیث:۱۵۱۳

Bukhari, *Jami as Sahih*, Kitab ul Hajj, Chapter: It is obligatory to perform Hajj, Hadith no 1513

[52]۔ ابی عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، **سنن ابن ماجہ**، کتاب الادب، باب النھی عن الاستحیا علی الوجہ، رقم الحدیث: ۳۷۲۴

Abu Abdullah Muhammad B Yazid Ibn-e-Majah, *Sunan Ibn-e-Majah*, The Book of Manners, Chapter: Prohibition of lying's on one's face, Hadith no 3724.

[53]۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الاطعمۃ، باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمن، رقم الحدیث:5376

Bukhari, *Jami as Sahih*, Book of Eating, Chapter: Mention the Name of Allah on starting to eat, and eat with the right hand. Hadith no. 5376.

[54]۔ محمد منظور نعمانی، **معارف الحدیث** : ۶/۳۹۹

Muhammad Manzur Noumani, *Maarif ul Hadith*, 399/6.

[55]۔ مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الاشربۃ، باب ادآب الطعام والشراب، رقم الحدیث: ۲۰۲۱

Muslim, *Jami as Sahih*, The Book of Drinking, Hadith 2021.

[56]۔ محمد تقی عثمانی، **کھانے کے آداب** (کراچی: چمن اسلامک پبلشرز، ۲۰۰۶ء)، ص ۲۶

Muhammad Taqi Usmani, *Manners of Eating* (Khany k Adaab , URDU) (Karachi: Chaman Islamic Publishers, 2006), 26.

[57]۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الاحکام، باب ھدایا العمال، رقم الحدیث: ۷۱۷۴

Bukhari, *Jami as Sahih*, Kitab ul Ahkam, Chapter: The gifts taken by the employees, Hadith no 7174.

[58]۔ بخاری، **الجامع الصحیح** ، کتاب البیوع، باب البیع والشراء مع النساء، رقم الحدیث:۲۱۵۵

Bukhari, *Jami as Sahih*, Kitab ul Buyu, Chapter: Dealing with women in selling and buying, Hadith 2155.

[59]۔ العسقلانی، **فتح الباری شرح صحیح البخاری**، ۳/۱۶۴

Ibn-e-Hajar Asqalani, *Fath ul Bari*, Hadith 164/3.

[60]۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الاذان، باب رفع البصر الی السماء فی الصلاۃ، رقم الحدیث:۷۵۰

Bukhari, *Jami as Sahih*, Kitab ul Azaan, Chapter: Looking towards the sky during As-Salat (the prayer), Hadith 750.

[61]۔ مفتی محمد شفیع، **معارف القران**، ۴/۵۰۵

Mufti Muhammad Shafi, *Maarif ul Quran*, 505/4.

[62]۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الادب، باب من لم یواجہ الناس بالعتاب، رقم الحدیث:۶۱۰۱

Bukhari, *Jami as Sahih* ،The Book of Manners, Chapter: Whoever did not admonish people in their faces, Hadith 6101.

[63]۔ الامام ابو محمد بن عبد اللہ الحاکم نیشاپوری، **المستدرک علی الصحیحین**، رقم الحدیث:۷۲۵۶، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۱ھ)

Imam abu Muhammad b Abdullah al Hakim Neshapuri, *Al Mustadrak ala as Sahihain,* Hadith 7256 (Beirut:P Dar ul Kutub al Ilmiya, 1411 AH)

[64]۔ منظور نعمانی، **معارف الحدیث** ۵/۲۳۱

Muhammad Manzur Noumani, *Maarif ul Hadith*, 5/231.